المنهل ریسرچ جرنل

AL-MANHAL Research Journal

Publisher: Centre of Arabic & Religious Studies, Sialkot
E-ISSN 2710-5032 P-ISSN 2710-5024
Vol.02, Issue 02 (July-December) 2022
HEC Category "Y"
https://almanhal.org.pk/ojs3303/index.php/journal/index

Title Detail

Urdu/Arabic: رؤیت ہلال میں معاصر فلکیاتی حسابات سے استفادے کا شرعی جائزہ

English:

Shariah Analysis of modern astronomical calculations for moon sighting

Author Detail

1. Dr Noor Wali Shah
Assistant Professor, Islamic Studies, NUML Islamabad
E-mail: noor.walishah@numl.edu.pk

2. Dr. Nisar Akhtar
Assistant Professor, Islamic Studies
Iqra University Main Campus, Karachi Pakistan
E-mail: nisar.akhtar@iqra.edu.pk

3. Dr. Saeed Ahmad
Lecturer Islamic Studies, NUML Islamabad
E-mail saeed.ahmad@numl.edu.pk

Citation:

Dr Noor Wali Shah, Dr. Nisar Akhtar, and Dr. Saeed Ahmad. 2023. " رؤیت ہلال میں معاصر فلکیاتی حسابات سے استفادے کا شرعی جائزہ: Shariah Analysis of Modern Astronomical Calculations for Moon Sighting". Al Manhal Research Journal 2 (2).
https://almanhal.org.pk/ojs3303/index.php/journal/article/view/29.

Copyright Notice:

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 3.0 License.

رؤیت ہلال میں معاصر فلکیاتی حسابات سے استفادے کا شرعی جائزہ

Shariah Analysis of modern astronomical calculations for moon sighting

Dr Noor Wali Shah
Assistant Professor, Islamic Studies, NUML Islamabad
E-mail: noor.walishah@numl.edu.pk
Dr. Nisar Akhtar
Assistant Professor, Islamic Studies
Iqra University Main Campus, Karachi Pakistan
E-mail: nisar.akhtar@iqra.edu.pk
Dr. Saeed Ahmad
Lecturer Islamic Studies, NUML Islamabad
E-mail saeed.ahmad@numl.edu.pk

ABSTRACT
Moon sighting has great importance in Islam. Fasting in the month of Ramadhan, Celebrating Eid Ul Fitr, Eid ul Adha, performing hajj and paying Zakat etc. all are related with Islamic lunar calendar. The lunar calendar is based on the rotation of moon and with the help of modern astronomical calculation it is very easy to know about the exact location of the moon. That's way it is very easy to design a lunar calendar for upcoming years and centuries and no one can find any contradiction in that.
If we study hadith we find that The Prophet SAW has ordered his companions to fast if the moon of Ramadhan is viewed by naked eyes and to celebrate The Eid ul Fitr if it is viewed by naked eyes. Here a question arises that is it allowed to get assistance from modern astronomical calculations and based on that to announce the start of an Islamic month. The answer is yes,
In this paper we have evaluated the scientific side of moon sighting in the light of Islam, whether getting assistance from scientific and astronomic laws and calculations in moon sighting is allowed in Islam or not and have concluded that although depending on these astronomic laws is not permitted but getting help from them while sighting moon with naked eyes is allowed and appreciated.
Keywords: moon sighting & Shariah Analysis, astronomical calculations & Shariah Analysis, astronomy Shariah Analysis, calculations for moon sighting & Shariah Analysis

اسلام دین فطرت کا دوسرا نام ہے۔ اس کے جملہ قوانین، اصول و قواعد اور احکام فطرت کے عین موافق ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

کل مولود یولد علی الفطرة فأبواه یهودانه اوینصرانه[1]

ترجمہ: ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی بنادیتے ہیں یا عیسائی۔

یہاں فطرۃ سے دین اسلام ہی مراد ہے۔ اسلام میں ان فطری قوانین و احکام کا لحاظ آج سے چودہ سو سال قبل بھی تھا اور آج بھی۔

ان فطری قوانین میں سے ایک قانون نظام شمسی اور نظام قمری کے نام سے جانا جاتا ہے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتاہے کہ اسلام صرف قمری نظام کی تائید کرتا ہے۔ باقی نظام شمسی سے یہ بلکل لاتعلق ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اسلام میں بے شمار عبادات ان دونوں نظاموں سے مربوط ہیں۔ مثلاً نماز کے اوقات، سحری وافطاری اور حج کے بعض افعال میں ہم سورج کے حساب پر عمل کرتے ہیں۔ اسی طرح رمضان، عیدین، عرفات، زکوۃ وفطرانہ، قربانی، عاشورہ، ایام بیض اور دیگر نفلی روزوں وغیرہ میں ہم قمری حساب پر عمل کرتے ہیں۔

یہ دونوں فطری نظام ہیں۔ دونوں کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر مکمل اور درست بنایا ہے کہ ان میں ذرابرابر غلطی کا شبہ نہیں ہوسکتا۔ ارشاد باری تعالی "الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ" [2] سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سورج اور چاند دونوں ایک مقررہ نظام کے تحت ایک مقررہ حساب سے زیر گردش ہیں۔ ان کا حساب درست اور اٹل ہوتا ہے۔

مسئلہ رؤیت ہلال

ہر سال پاکستان سمیت پوری دنیا میں یکم رمضان اور یکم شوال کے چاند پر وسیع اختلاف سامنے آتا ہے۔ اختلاف اور اس کے ممکنہ حل پر بات کرنے سے پہلے اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ رویئت ہلال کے حوالے سے ہمارے ہاں تین مختلف نظریات پائے جاتے ہیں۔

پہلا نظریہ: مروجہ قمری کلینڈر کو حتمی سمجھنے والے

اس طبقے کا خیال یہ ہے کہ جس طرح شمسی گریگورین کلینڈر پوری دنیا میں رائج ہے اور سارے اس پر بلا چوں وچرا کے عمل پیرا ہیں، بلکل اسی طرح مسلمان قمری کلینڈر ہی کو حتمی سمجھے۔ اس سے یہ مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا۔ کیونکہ جس دن چاند کی ولادت ہو جائے گی اور وہ غروب آفتاب تک افق پر موجود رہے، اسکے دوسرے دن کو اس قمری مہینے کا یکم قرار دیا جائے۔ اس میں نہ اختلاف ہوگا نہ جھگڑا۔ کیونکہ سالوں قبل یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ فلاں سن کے فلاں قمری مہینے کے چاند کی ولادت فلاں وقت پر ہو گی، اور غروب آفتاب کے وقت یہ افق پر موجود رہے گی یا نہیں۔ بازاروں میں رائج قمری کلینڈرز اسی حساب کے تحت بنائے جاتے ہیں۔ اس طبقے کے ہاں رؤیت ہلال کے لئے کسی کمیٹی کو بٹھانے کی ضرورت نہیں بلکہ فلکیاتی قوانین ہی کو حتمی سمجھتے ہوئے ہر قمری مہینے کے یکم کا اعلان ہوا کرے۔

مذکورہ نظریہ کا شرعی جائزہ

صرف سائنسی حسابات کو حتمی سمجھنا اور بازاروں میں رائج قمری کلینڈر اختیار کر کے اس پر عمل پیرا ہونا شرعاً غلط ہے۔ کیونکہ اسلام کے احکام امیر وغریب، عالم وجاہل، ماہر واناڑی، شہری اور دیہاتی ہر ایک کیلئے یکساں ہیں۔ جو احکامات ان پر فرض ہیں ان کیلئے وقت کی تعیین سب کیلئے برابر ہے۔ اس میں اسلام نے سب کی آسانی اور سہولت کا لحاظ رکھا ہے۔

صبح صادق کی نشانی کے بارے میں فرمایا کہ جب افق پر سفیدی پھیل جائے تو صبح صادق شروع ہو جاتا ہے۔اس اصول سے ہر خاص و عام صبح صادق کا وقت با آسانی معلوم کر سکتا ہے۔اسی طرح فجر کے آخری وقت کے بارے میں ہے کہ جب سورج طلوع ہو جائے تو فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ سورج جب عین وسط آسمان پر پہنچے اور اس سے مغرب کی طرف ہٹنا شروع کر دے تو ظہر کا وقت ہو جاتا ہے وغیر ہو غیرہ۔ یہ اوقات کی وہ تعیین اور تحدید ہے کہ ہر ایک معلوم کر سکتا ہے۔

روزے کا دورانیہ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک رکھا، جو ہر شخص بآسانی معلوم کر سکتا ہے۔

رمضان کی ابتداء اور انتہاء کو چاند کے حساب کے ساتھ مربوط کرنا

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ[3]

جس پر ہر ایک عمل پیرا ہو سکتا ہے۔

مسلمانوں کی 14 سو سالہ تاریخ بتاتی ہے کہ رؤیت ہلال کے تمام فیصلے کھلے آنکھوں سے چاند کو دیکھنے کے بعد ہوئے، کبھی کسی قمری کلینڈر پر عمل کرنے سے اس کا فیصلہ نہیں ہوا۔

وهذاالتقرير هو ما عرفه المسلمون في شتى عصورهم، وما زالت عبادتهم قائمة و امورهم راشدة ولايعرف في هذا خلاف بين الصحابة بل حكى شيخ الاسلام ابن تيمة اتفاقهم- حكاه المهرى في البحر و مذاهب الائمة الاربعه متفقة على ذالك- قال مالك رحمه الله ان من يصوم بالحساب لا يقتدىٰ به وقال ابن عرفه لا اعرفه لمالكى بل قد حكى الاجماع على موجبه غيرواحد من اهل العلم في القديم والحديث، منهم ابن المنذرفي الاشراف و سند من المالكية الباجى و ابن رشد القرطبى و شيخ الاسلام ابن تيمه والحافظ ابن حجر والسبكى والعينى و ابن عابدين و الشوكانى و صديق حسن خان في تفسيرهما لقوله تعالى ان عدة الشهور--- الاية وملا على قارى وقال احمد شاكرواتفقت كلمتهم اوكادت تتفق على ذالك[4]

ترجمہ: یہ بات مسلمانوں کے ہاں تمام ادوار میں قابل قبول تھی۔وہ اپنی عبادات اور دیگر اسلامی معاملات اسی کے مطابق ادا کرتے رہے۔اس بارے میں صحابہ میں بھی کوئی اختلاف نہیں تھا۔ بلکہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ نے اس مسئلے پر سب کا اتفاق نقل فرمایا ہے۔اسے علامہ مہدیؒ نے بحر میں نقل کیا ہے۔ائمہ اربعہؒ بھی اس پر متفق تھے۔امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص فلکیاتی حساب ہی سے روزے رکھے اس کی پیروی نہ کی جائے۔ابن عرافہؒ فرماتے ہیں کہ یہ کسی مالکی کا مذہب نہیں ہے، بلکہ اس بات پر کہ رؤیت ہلال میں فلکیاتی حساب کا اعتبار نہیں ہے بے شمار متقدمین اور متاءخرین

اہل علم نے اجماع نقل کیا ہے۔ان میں سے علامہ ابن المنذرؒ،ابن رشد القرطبیؒ، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ،حافظ ابن حجرؒ، علامہ سبکیؒ،علامہ عینیؒ،علامہ شوکانیؒ،علامہ صدیق حسن خانؒ اور ملا علی قاریؒ وغیرہ شامل ہیں۔ شیخ احمد شاکرؒ نے لکھا ہے کہ اس مسئلے پر سب کے سب متفق ہیں یا متفق ہونے کے قریب ہے۔

کیا قمری کلینڈر میں غلطی کا امکان نہیں ہوتا؟

ساتھ ساتھ یہ بات بھی مسلم ہے کہ قمری کلینڈر میں بھی غلطی کا امکان رہتا ہے۔ڈاکٹر احمد شاہتاز اس بارے میں لکھتے ہیں:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ علم ہیئت یا اسٹرانومیکل قواعد کے مطابق سال بھر کا ایسا قمری کیلنڈر تیار کر لیا جائے جس سے سال بھر کی مذہبی تقریبات اور عبادات صوم وعیدین کے اوقات متعین کئے جا سکیں۔اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ اسٹرانومیکل قواعد کے مطابق جتنا بھی صحیح تر کلینڈر مرتب کر لیا جائے اس میں فرق ضرور آئے گا اور ہر ماہ چاند کی گردش کی مدت میں جو قدرتی کمی بیشی ہوتی ہے اسے کسی صورت حتمی مدت میں تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ قرانی عرصہ کی اوسط مدت 12 گھنٹے 44 منٹ ہوتی ہے مگر چاند کے دائرہ گردش میں اس کی بے قاعدہ چال کے باعث تقریباً 13 گھنٹے تک کا فرق ہوتا ہے۔ یہ فرق اوسط مدت سے ارد گرد منٹوں گھنٹوں تک پھیلا ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ سال بھر کے کیلنڈر میں کسی نہ کسی ماہ ایک آدھ دن کا فرق پیدا ہو جاتا ہے اور پھر پورا کیلنڈر اس سے متاثر ہوتا ہے۔ سعودعرب جہاں قمری کیلنڈر رائج ہے وہاں یہ لطیفہ تقریباً ہر سال ہوتا ہے کہ کیلنڈر کے مطابق جس روز شوال ہوتی ہے،اس سے ایک روز قبل ہی رویت ہلال ثابت ہو جانے کے باعث عید الفطر ہو چکی ہوتی ہے اور عید کے دوسرے روز جب درحقیقت دو شوال ہوتی ہے کیلنڈر یکم شوال بتارہا ہوتا ہے اور تمام سرکاری اور نیم سرکاری ادارے یہی تاریخ مراسلات واندراجات میں چلاتے ہیں۔اس سلسلہ میں ایک اور اہم بات یہ ہے کہ ہجری یا قمری کیلنڈر جو بھی اب تک تیار ہوئے ہیں یا آئندہ تیار کئے جائیں گے ان سب کی بنیاد تولید ہلال (یعنی چاند کی پیدائش) ہے نہ کہ رویت ہلال۔ جبکہ ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم اپنے اسلامی مہینہ کا آغاز رویت کے وقت سے شمار کریں نہ کہ تولید کے وقت سے اور عیدین ورمضان کی عبادت بھی رویت کے ساتھ منسلک ہیں نہ کہ تولید کے ساتھ۔لہٰذا اس طرح کی کوئی بھی اسٹرانومیکل کوشش رویت کے سلسلے میں کسی حد تک معاون تو ہو سکتی ہے مگر اس پر کامل انحصار نہیں کیا جا سکتا ہے۔

سید صمد حسین رضوی جو ایک ماہر ہیئت دان پاکستانی ہیں،انہوں نے علم ہیئت کی روشنی میں پچاس برس کا کیلنڈر بنایا ہے اور ایک ایسا نقشہ تیار کیا ہے جس سے یہ پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ آئندہ پچاس برسوں میں پوری دنیا کے کن کن ممالک میں کب کب چاند نظر آنا ممکن ہے مگر وہ خود اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان کے حسابات خواہ کتنے ہی

صحیح کیوں نہ ہوں محض قیاسی ہیں یقینی نہیں اور رویت ہلال کے لئے معاون تو ہوسکتے ہیں مگر وہ خود اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان کے حسابات خواہ کتنے ہی صحیح کیوں نہ ہوں محض قیاسی ہیں، یقینی نہیں اور رویت ہلال کے لئے معاون تو ہوسکتے ہیں مگر شرعی حجت نہیں ہوسکتے۔[5]

دوسرا نظریہ: صرف رؤیت ہلال پر اکتفاء کیا جائے

اہل علم کے دوسرے طبقے کا خیال ہے کہ سائنسی حسابات یکسر مسترد کئے جائیں کیونکہ اس سے حاصل شدہ علم ظنی اور غیر قطعی ہوتا ہے۔ اس کے اصول و قواعد بدلتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سو سال قبل سائنسدانوں کے جو نظریات تھے ان میں سے بیشتر کو سائنس آج نہیں مانتا۔

نیز آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رؤیت ہلال کے بارے میں کبھی کسی نجومی کی رائے نہیں لی، باوجود اس کے کہ یہ علم آپ ﷺ کے زمانے میں بھی موجود تھا۔ ہر ماہ خود چاند کا مشاہدہ کرتے۔ خود دیکھ لیتے یا گواہیاں موصول ہوتی تو رمضان یا عید کا اعلان ہوتا ورنہ 30 دن مکمل کرتے۔

اس طبقے کا خیال ہے کہ ہمیں سائنسی تحقیقات اور باریک فلکیاتی موشگافیوں میں پڑے بغیر اس سیدھے سادھے طریقے پر عمل کرنا چاہئے جو خیر القرون قرنی سے رائج تھا کہ رؤیت کیلئے ایک کمیٹی بیٹھادی جائے اور گواہیوں کا انتظار کیا جائے اگر ایک معتدبہ جماعت چاند دیکھنے کی گواہی دے جو ثقہ اور عادل بھی ہو تو رؤیت ہلال کا اعلان کیا جائے ورنہ 30 دن مکمل کئے جائیں اور اس کے بعد ریکم رمضان یا یکم شوال کا اعلان کیا جائے۔

مذکورہ نظریہ کا شرعی جائزہ

بظاہر یہ رائے قرآن وحدیث کی زیادہ قریب معلوم ہوتی ہے لیکن اس میں شہادت کو پرکھنے کی طرف توجہ نہیں دی گئی ہے۔ حالانکہ رؤیت ہلال میں صرف گواہوں پر اعتماد کرنا شرعاً ناجائز اور غلط ہے۔ اسلام گواہوں کو معاملے کے تصفیہ کیلئے درمیان میں لاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ گواہوں کی غلط بیانی یا غلط فہمی سے بچا جائے۔

ایسا ہرگز نہیں ہوتا کہ قاضی کو اگرچہ پوری طرح یقین ہو کہ زید غلطی پر ہے اسکے باوجود صرف غلط بیانی یا غلط فہمی کے شکار گواہوں پر اعتماد کرتے ہوئے زید کے حق میں فیصلہ دے دے۔

یہی وجہ ہے کہ رات کے 12 بجے اگر ہزار عادل گواہ اکھٹے ہو جائے اور کہنے لگنے کہ سورج وسط آسمان پر چمک رہا ہے ہم نے خود دیکھا ہے۔ اس لئے کچھ دیر بعد ظہر کی نماز کا وقت ہو گا، یا 15 رمضان کو کہنے لگے کہ آج ہم نے عید کا چاند دیکھ لیا ہے اس لئے کل عید ہو گی۔ ظاہر ہے کہ سارے لوگ ان کی تکذیب کریں گے اور کہیں گے کہ یہ بات ناممکن ہے کہ اس وقت ہلالی چاند نظر آجائے۔ کیونکہ یہ بات فلکیات کے بدیہی قوانین سے ثابت ہے کہ سوائے کرامت اور

معجزے کے اس وقت ہلالی چاند نظر آنا ناممکن ہے۔ لہذا گواہوں سے گواہی لیتے وقت اس بات کو سامنے رکھنا از حد ضروری ہے کہ چاند کی ولادت ہوچکی ہو اور وہ افق پر موجود بھی ہو۔ اگر فلکیات سے یہ ثابت ہو کہ چاند کی ولادت ہوئی ہی نہیں یا ہوئی تو ہے مگر سورج کے غروب ہونے سے قبل یا اس کے ساتھ ساتھ ہی غروب ہو جائے گا جس کی وجہ سے اس کا نظر آنا محال اور ناممکن ہو گا۔ اس دن گواہوں کی گواہیاں بلا جھجھک کے رد کر دی جائیں کیونکہ بداہت سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ گواہ یا تو غلط فہمی کا شکار ہے یا غلط بیانی کا مرتکب ہوا ہے۔

کیا علم فلکیات صرف ظنیات پر مشتمل ہے؟

بعض لوگوں کا یہ کہنا حقائق سے ناواقفیت کی دلیل ہے، "کہ چونکہ گواہ کا اعتبار شریعت نے کیا ہے اس لئے اس سے حاصل شدہ علم قطعی اور یقینی ہوتا ہے جبکہ علم فلکیات ظنیات پر مشتمل علم ہے، اسلئے اس کا اعتبار کرنا درست نہیں۔" فلکیات سے حاصل شدہ بعض معلومات ظنی ہوئے ہیں اور بعض قطعی۔ انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ دونوں پر ایک حکم نہ لگایا جائے۔

اسد اللہ شہباز لکھتے ہیں:

"چاند کے بارے میں ماہرین فلکیات کے پاس کچھ معلومات تو ایسی ہیں جن کو قطعی کہا جاسکتا ہے اور کچھ معلومات ظنی ہیں جیسا کہ چاند کے طلوع، غروب اور افق پر موجود ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں دی گئی معلومات بلکل قطعی ہیں، البتہ کتنی عمر اور کتنی دوری پر وہ نظر آئے گا یہ باتیں ظنی اور تخمینی ہیں۔"[6]

تیسرا نظریہ: نفس رؤیت پر عمل کرنے کیساتھ سائنسی حسابات سے بھی استفادہ کیا جائے

اہل علم کا تیسرا طبقہ دونوں کے درمیان بین بین ہے جو خیر الامور اوسطہا کے ضمن میں بھی آتا ہے۔ یہ پہلے دونوں طبقوں کی ایک جامع صورت ہے۔ ان حضرات کا خیال ہے کہ ہمیں حضور اکرم ﷺ کے ارشاد پر عمل کرنا چاہئے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

عن أبي هريرة قال قال رسولالله صلى الله عليه وسلم:صوموا لرؤية الهلال وأفطروا لرؤيته فإن غم عليكم فاقدروا ثلاثين[7]

ترجمہ: جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھنا شروع کرو اور جب تم چاند دیکھو تو عید مناؤ۔ اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس کی گنتی مکمل کرو۔

قمری مہینے کے یکم کا اعتبار تب ہو گا جب عام مشاہدے سے چاند نظر آجائے۔

ایک روایت میں فاقدروا ثلاثین کی جگہ فاکملوا عدة شعبان کے الفاظ ہیں:

صوموا لرؤیته و افطروا لرؤیته فان غمی علیکم فاکملوا عدة شعبان ثلاثین[8]

ترجمہ: چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر روزے ختم کرو۔ اگر مطلع صاف نہ ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔

مسلم شریف میں ہے

عن ابن عمر رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وصلم ذکر رمضان فضرب بیدیه فقال الشهر هکذا و هکذا و هکذا ثم عقد ابهامه فی الثالثه فصوا لروئية و افطروا لروئية فان غمی علیکم فقدروا له ثلاثین[9]

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان شریف کا تذکرہ کیا تو اپنے ہاتھ مبارک کے اشاروں کے اس کی گنتی بتائی کہ مہینہ 29 دن کا ہوتا ہے، پھر فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر روزے ختم کرو۔ اگر مطلع صاف نہ ہو تو 30 کی گنتی پوری کرو۔

ان احادیث پر عمل کرتے ہوئے ہر قمری مہینے کی ابتداء کیلئے کھلے آنکھوں چاند کا نظر آنا ضروری ہونا چاہئے۔ اگر کھلے آنکھوں چاند نظر آئے تو یکم کا اعلان کیا جائے ورنہ تیس دن مکمل کیے جائیں۔ کیونکہ صرف سائنسی حسابات ہی کو حتمی سمجھنا ناکافی اور غیر شرعی ہے۔

ساتھ ساتھ اس بات کو مد نظر رکھا جائے کہ اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لئے ہمارا دعوی ہے کہ اسلامی احکامات اور فطری قوانین میں باہم کوئی تضاد و ٹکراو نہیں ہے۔ سورج اور چاند کے حسابات ہزاروں سالوں سے اٹل اور 4=2+2 کی حیثیت رکھتے ہیں۔ نیز ان فلکیاتی قوانین کو اسلام کیلئے بطور خدمت استعمال کرنے میں شرعاً کوئی قباحت بھی نہیں کیونکہ رؤیت ہلال کا فیصلہ بہر حال گواہوں کی گواہی سے کیا جائیگا، تاہم گواہوں کی جرح و تعدیل میں فلکیات کے اصول و قواعد کو سامنے رکھا جائے گا۔ مثلاً دنیا بھر کے مسلم اور غیر مسلم ماہرین فلکیات اگر اس بات پر متفق ہو کہ آج چاند کی ولادت ہوئی ہی نہیں یا ہوئی تو ہے مگر غروب شمس کے ساتھ یا اس سے بھی قبل یہ افق سے نیچے چلا جائے گا، جسکی وجہ سے آج چاند کا نظر آنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ اس دن گواہ کی گواہی رد کر دی جائے کیونکہ اس کی غلطی بداہت سے معلوم ہے۔ اگر وہ اس بات پر مصر ہو کہ نہیں اس نے چاند ہی دیکھا ہے تو ان سے وہ چند سوالات کئے جائیں جو ماہرین نے اس سے کرنے کیلئے تیار کئے ہیں۔ ان کے جوابات سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا اور عام لوگ اشتباہ سے محفوظ ہو جائیں گے۔

جیسا کہ پروفیسر حمزہ نعیمی لکھتے ہیں:

"فلکیات کو علماء کرام نے ظنی علم کہاہے بجا مگر اس ظنی علم میں دو اور دو چار اور حتمی چار ہوتے ہیں۔ پونے چار نہ سوا چار۔ یعنی جب اعداد و شمار یہ کہہ دیں کہ آج رؤیت ہلال کا امکان ہے تو ضروری نہیں کہ رؤیت ہو جائے یعنی امکان ہی تو ہے اور اس کیلئے کئی دیگر کوائف سامنے آسکتے ہیں مگر جب فلکی اعداد و شمار کا نتیجہ "رؤیت ناممکن" ہو تو یہ ناممکن حتمی ہے۔ کوئی من چلا گواہی لائے تو آپ بے دھڑک اسے دھوکے کا شکار یا دھوکے کا شکار کرنے والا کہہ کر اس کی گواہی پرکھیں وہ شہادت کاذبہ ہوگی۔ اگر ہم کسی طرح شہادت کاذبہ کو روکنے میں کامیاب ہو جائیں تو کبھی اختلاف اور جھگڑا نہیں ہوگا۔[10]

اسد اللہ شہباز لکھتے ہیں:

یہ بات بھی مسلمات میں سے ہے کہ جب چاند حالت اجتماع کو نہ پہنچا ہو تو اس سے پہلے اس کا مغربی جانب میں نظر آنا محال ہے۔ لہذہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ فلاں دن چونکہ چاند و سورج کا اجتماع ہی نہیں ہوا اس لئے نظر آنا ممکن نہیں یا یوں کہہ دیا جائے کہ اس دن چاند اگرچہ پیدا ہو چکا ہوگا مگر غروب آفتاب کے ساتھ یا اس سے پہلے غروب ہو جائے گا یا غروب شمس کے بعد افق پر نہیں ہوگا اس لئے نظر آنا ممکن نہیں تو اس کی گنجائش ہوگی۔ اور ان حسابات کی بنیاد پر ان دنوں میں اس علاقے میں رؤیت ہلال کی گواہی بداہت کے خلاف ہونے کی وجہ سے بلا جھجھک رد کر دی جائیگی۔[11]

اس تیسرے نظریے کا خلاصہ یہ ہوا کہ ثبوت رؤیت میں احادیث پاک پر عمل کرتے ہوئے کھلے آنکھوں چاند دیکھنے پر عمل کرنا ضروری ہے تاہم فلکیات سے اس قدر استفادہ ضرور کیا جائے کہ آج چاند افق پر موجود ہے بھی کہ نہیں؟ اگر ہے تو نظر آسکے گا یا نہیں؟ چاند کا زاویہ ارتفاع اور السمت کیا ہوگا؟ کس وقت یہ نظر آنے کے قابل ہوگا؟ یہ بات یوسف لدھیانویؒ نے بھی ذکر کی ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

قمری مہینے کا شروع ہونا چاند دیکھنے پر موقوف ہے۔ فلکیات کے فن سے اس میں اتنی مدد تو لی جاسکتی ہے کہ آج چاند ہونے کا امکان ہے یا نہیں؟ لیکن جب تک رؤیت کے ذریعے چاند ہونے کا ثبوت نہ ہو جائے فلکیات کے حساب سے چاند ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔[12]

رؤیت ہلال میں علم فلکیات کے استعمال کے دلائل

ما قبل کی تفصیل سے یہ بات واضح ہوئی کہ رؤیت ہلال میں صرف فلکیاتی حسابات پر عمل کرنا شرعاً جائز نہیں۔ کیونکہ احادیث صحیحہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قمری ماہ کے یکم کا اعتبار دو چیزوں سے ہوتا ہے۔

1۔ 29ویں تاریخ کو عام انسانی مشاہدے سے رؤیت ہلال کا ثبوت ہو جائے۔

2۔ اگر یہ ثابت نہ ہو سکے تو 30 کا عدد پورا کیا جائے گا اسکے اگلے دن کو یکم قرار دیا جائے گا چاہے چاند نظر آئے یا نہ۔

لیکن اگر فلکیات کے قطعی قوانین سے یہ بات معلوم ہو رہی ہو کہ آج چاند کا نظر آنا ناممکن اور محال ہے کیونکہ چاند کی ولادت ہی نہیں ہوئی ہے یا ولادت تو ہوئی ہے مگر غروب آفتاب کے وقت افق سے نیچے جاچکا ہوگا تو ان قوانین کا شرعا اعتبار کیا جائے گا۔

دلائل

گواہی پرکھنے میں شریعت کا مزاج

رؤیت ہلال کے مسئلہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا مزاج یہ ہے کہ گواہیوں کو اچھی طرح جانچا جائے۔ کسی طریقے سے بھی اگر معلوم ہو جائے کہ گواہ غلط فہمی یا غلط بیانی کا شکار ہے تو گواہی رد کر دی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ رؤیت ہلال میں ایک تو خبر کا اعتبار نہیں بلکہ شہادت کا اعتبار ہے۔

پھر شہادت میں بھی شرعی قانون یہ ہے کہ اگر مطلع صاف ہو تو اتنے زیادہ لوگ چاند دیکھنے کی گواہی دیں جن کا غلط فہمی یا غلط بیانی پر متفق ہونا عقلا محال ہو۔ اس دن پانچ دس گواہیوں پر اعلان کرنا جائز نہیں ہے۔

شریعت کے اس اصول پر قیاس کر کے ہم کہتے ہیں کہ فلکیات کے قطعی، حتمی اور اتفاقی قوانین سے اگر معلوم ہو جائے کہ آج چاند کا نظر آنا محال ہے تو اس دن گواہیاں رد کر دی جائے کیونکہ بداہت سے معلوم ہو رہا ہے کہ گواہ غلط فہمی یا غلط بیانی کا شکار ہے۔

اس بات کی تائید اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے ایک سمینار سے بھی ہوتی ہے جو 30 دسمبر 1994ء تا 2 جنوری 1995ء دارالعلوم ماٹلی والا گجرات میں منعقد ہوا تھا۔ یہ اکیڈمی کا ساتواں سمینار تھا جو رؤیت ہلال اور اختلاف مطالع کے مسئلے کے بارے میں بلایا گیا تھا۔ اس سمینار کی روداد بعد میں کتابی صورت میں بھی شائع کی گئی۔

سمینار کے اختتام پر یعقوب اسماعیل منشی نے بطور تلخیص کے فرمایا:

میرا جہاں تک خیال ہے کہ آج تک جتنی مؤتمرات اور سمینار اس موضوع پر ہوئے ہم نے اپنے مقالے میں اس کی لسٹ دی ہے۔ اس ساری مؤتمرات میں قدر مشترک علماء اور علماء ہیئت اور فلک نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اگر علم ہیئت عدم امکان رؤیت کو بتائے یا قطعاً عدم رؤیت کو بتائے اور کوئی ایسی شہادت موصول ہوتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم نے دیکھی، اس شہادت کو رد کر دیا جانا چاہیے، اگر یہ چیزیں نہیں ہوں گی تو پھر شہادت کے سلسلہ میں فیصلہ کرنے والا بصیرت پر نہیں ہوگا۔ [13]

خالص رؤیت ہلال میں غلط فہمی اور غلط بیانی کا امکان

گواہوں کے پرکھنے کی ضرورت اس لئے ہے کہ گواہی میں غلط فہمی کا بھی امکان ہے اور غلط فہمی کا بھی۔

رؤیت ہلال کے معاملے میں غلط فہمی بھی ممکن ہے جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے۔اور غلط بیانی بھی کا بھی احتمال ہوتا ہے۔جیسا کہ مصنف عبد الرزاق میں ہے

عن عبد الکریم الجزری قال:شہد قوم عند عمر بن عبد العزیز علیٰ رؤیة الھلال،فابطل شہادتہم و ضربہم[14]

ترجمہ:بعض لوگوں نے عمر بن عبد العزیزؒ کے سامنے رؤیت ہلال کی گواہی دی آپؒ نے تفتیش کے بعد غلط ثابت ہونے پر انکی گواہی باطل قرار دی اور انکو کوڑے لگائے۔

فلکیاتی قوانین کا اعتبار دور نبوی ﷺ میں

امام مسلمؒ نے باب باندھا ہے کہ رؤیت ہلال میں چاند کے بڑے اور چھوٹے ہونے کا اعتبار نہیں۔اسکے تحت ابوالبختری سے روایت نقل کی ہے:

خرجنا للعمرة ، فلما نزلنا ببطن نخلة قال:ترائیناالہلال فقال بعض القوم: ہو ابن ثلاث ،و قال بعض القوم: ہو ابن لیلتین،قال: فلقینا ابن عباس ، فقلنا : انارئینا الہلال ، فقال بعض القوم: ہو ابن ثلاث ،وقال بعض القوم: ہو ابن لیلتین،فقال: ای لیلة رئیتموہ؟ قال:فقلنا:لیلة کذا وکذا، فقال: ان اللہ قد امدہ لرؤیتہ فان اغمی علیکم فاکملوا العدة[15]

ترجمہ: ایک دفعہ ہم عمرے کیلیئے جارہے تھے بطن نخلہ میں ہم نے نیا چاند دیکھا(بڑا ہونے کی وجہ سے)۔بعض لوگوں نے کہا کہ یہ تیسرے دن کا ہے اور بعض نے کہا کہ دوسرے دن کا ہے۔ہم نے معاملہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھا۔آپ نے تفتیش کی کہ کس رات کو چاند دیکھا تھا؟ پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ پہلی رات کا تھا۔اللہ تعالی نے رؤیت کیلیئے اسے باقی رکھا۔

یہ روایت فلکیاتی قوانین کے عین مطابق ہے۔کیونکہ فلکیاتی قوانین سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ چاند کی ولادت کے 18،20،24، گھنٹے بعد (علی اختلاف اقوال الحکماء) چاند کا نظر آنا فی نفسہ ممکن ہوجاتا ہے۔یہ تب ہو گا اگر غروب آفتاب کے بعد چاند افق پر موجود بھی ہو۔اس وقت نیا چاند نہایت باریک ہو گا جو بمشکل نظر آئے گا۔

کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ 29 تاریخ کو غروب آفتاب کے وقت چاند کی عمر 17 گھنٹے ہوتی ہے جسکی وجہ سے اس کا نظر آنا ناممکن ہوتا ہے۔اگلے دن غروب آفتاب تک اسکی عمر میں مزید 24 گھنٹے کا اضافہ ہوجاتا ہے جسکی وجہ سے اگلے دن کافی موٹا ہوچکا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے اگرچہ آج قمری مہینے کی یکم تاریخ ہوگی لیکن چاند کا حجم کافی بڑا ہوگا۔ ماہرین کے مطابق چاند کی پہلی بار نظر آنے کی عمر 50 سے بھی زائد گھنٹوں تک ہوسکتی ہے۔

مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رؤیت ہلال میں ان باریک فلکیاتی قوانین کا اعتبار ابتداء اسلام سے موجود تھا، جو فطرت کے عین مطابق ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اسلام خود دین فطرت ہے۔ اسلام، نظام فطرت اور اسکے قوانین میں باہم کوئی تضاد اور ٹکراو نہیں ہے۔

رمضان اور عید کے علاوہ دیگر عبادات میں فلکیاتی حسابات کا اعتبار

دیگر بے شمار عبادات میں بھی ہم ان فلکیاتی حسابات کا اعتبار کرتے ہیں جنکے نتائج عام مشاہدے کے عین مطابق ہوتے ہیں۔ مثلاً نماز کے بارے میں حکم یہ ہے کہ وقت داخل ہونے سے پہلے نہ نماز جائزنہ اذان دینا جائز۔ حتی کہ قبل الوقت اذان دیناواجب الاعادہ ہوتا ہے۔ نماز کے جملہ اوقات صبح صادق، طلوع آفتاب، زوال شمس، مثل اول اور مثل ثانی، غروب آفتاب، شفق ابیض اور شفق احمر۔ ان تمام اوقات کی تعیین آج کوئی بھی عام مشاہدے سے نہیں کرتا۔ بلکہ باریک فلکیاتی حسابات اور قواعد وضوابط کے تحت بننے والے دائمی نقشوں کے مطابق ہم اذان بھی دیتے ہیں، اپنی نمازیں بھی پڑھتے ہیں، سحری بھی کھاتے ہیں اور افطاری بھی کرتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ یہ قوانین قطعی ہیں۔ اگر ہم فلکیات کا سارا علم غلط قرار دیتے ہیں تو لامحالہ ان نقشوں سے بھی براءت اختیار کریں گے۔ کیونکہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بذات خود اوقات کا مشاہدہ کرتے اور اس کے مطابق اپنی نمازیں پڑھتے تھے۔

پھر ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ رؤیت ہلال میں صرف فلکیاتی حسابات پر اکتفاء کیا جائے بلکہ رؤیت کا ثبوت گواہوں کی گواہی سے ہو۔ فلکیاتی حسابات سے صرف امکان رؤیت اور عدم امکان معلوم کیا جائے تاکہ گواہوں کی حقانیت یا ان کی غلط فہمی یا غلط بیانی کا پتہ چل سکے۔

نتیجہ: مندرجہ بالا تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ رؤیت ہلال کیلئے ہر ماہ باقاعدہ کمیٹی بیٹھتی ہے اور جب تک انہیں عینی گواہ نہیں ملتے یا تیس کی گنتی پوری نہیں ہوتی، رؤیت کا اعلان جائز نہیں اگرچہ فلکیاتی رصدگاہوں کے مطابق یکم کا آغاز ہو چکا ہو۔ ہاں گواہوں کے پرکھنے کیلئے ہم ان سائنسی علوم سے استفادہ ضرور کریں۔

References

[1] (Sulaman bin Ashaas, Sunnan Abi Daood, Chapter about the children of polytheists, Hadith No:4714, Vol 2 Page:642, Publication: Dar Ul Fikr)

[2] (Quran, Surah Al Rehman Verse No:5)

[3] (Abu Abdur Rehman Ahmad Al Nisai, Sunan e Nassai, Book about fasting, Chapter:about discussion of transmittors about Mansoor, Hadith No: 2129, Volume 4 Page:136, Publication: Maktab al Matboat Al Islamia 1986)

[4] (Abu Zaid bin Muhammad bin Abdullah, Fiqh un Nawazil,Chapter: Discussion about two issues in the beginning of Arabic Months, 3rd Discussion: Consent of Scholars, Volume 2 Page: 200, Publication: Moasasat ur Risala 1429H)

[5] (Dr Noor Ahmad Shahtaz, Some Notes about moon sighting, Page: 12)

[6])(Asad Ullah Shehbaz, Tafheem ul Falkiat, sub note: moon, Page:140, Publisher: Alfalah)

[7] (Abu Abdur Rehman Ahmad Al Nisai, Sunan e Nassai Al Kubra, Hadith No: 2428, Volume 10 Page:70, Publication: Darul Kutub Al Ilmia)

[8] (Muhammad bin Ismail Bukhari, Sahih Al Bukhari, Book: Fasting, Chapter: Saying of Prophet about moon sighting, Hadith: 1909, Volume 3 Page: 27)

[9] (Muslim bin hajaj Al Qushairi, Sahih Muslim, Book: Fasting, Chapter: obligation of fasting with moonsighting, Hadith: 1080, Volume 2 Page 759)

[10] (Asad Ullah Shehbaz, Tafheem ul Falkiat, sub note: moon, Page:142, Publisher: Alfalah)

[11] (Asad Ullah Shehbaz, Tafheem ul Falkiat, sub note: moon, Page:141, Publisher: Alfalah)

[12] (Yousaf Ludhyanvi, your problems and their solutions, moon sighting, Volume:4 Page 517, Publisher: Maktaba Ludyanvi)

[13] (Discussion: Moonsighting in the light of Islam, Page:476, Iffa Publishers 2010)

[14] (Abdur Razaq bin Hummam, Musanif Abdur Razaq, Book: Witness, Chapter: sin of lying witness, Hadith: 15397, Volume:8 Page:37)

[15] (Muslim bin Hajaj Al Qushairi, Sahih Muslim, Chapter: the size of moon doesn’t matter, Hadith:1088, Volume 2 Page 765,766)